بہار میں SIR قطار: اہم انتخابات سے پہلے جمہوریت آزمائش پر ہے

راکیش پانڈیے

بہار میں انتخابی فہرستوں کی اسپیشل انٹینسیو ریویژن (SIR) پر اٹھنے والا سیاسی اور قانونی طوفان تیزی سے ہندوستان کے عصری جمہوری منظرنامے میں سب سے اہم اور متنازعہ مسائل میں سے ایک بن گیا ہے۔ ووٹر لسٹوں کو اپ ڈیٹ کرنے کی ایک انتظامی مشق کے طور پر جو شروع ہوا وہ شہریت، انتخابی سالمیت، اور ملک کی سب سے زیادہ انتخابی اہم ریاستوں میں سے ایک میں نمائندہ جمہوریت کے مستقبل کے حوالے سے ایک شدید جنگ میں تبدیل ہو گیا۔ 10 جولائی 2025 کو سپریم کورٹ کی مداخلت نے الیکشن کمیشن آف انڈیا (ECI) کے اقدامات اور ہندوستانی جمہوریت کے وسیع تر مضمرات پر عدالتی روشنی ڈالتے ہوئے صرف داؤ کو بڑھا دیا ہے۔ ایس آئی آر تنازعہ کی ابتدا ای سی آئی کی ہدایت میں ہے، جو 24 جون 2025 کو جاری کی گئی تھی، جس میں بہار کے اندازے کے مطابق آٹھ کروڑ ووٹروں کی گھر گھر جا کر جامع تصدیق لازمی ہے۔ بیان کردہ مقصد غیر مبہم تھا: اس بات کو یقینی بنانا کہ فہرستوں میں صرف اہل شہری ہی دکھائی دیں، اس طرح نااہل افراد بشمول مبینہ غیر قانونی تارکین وطن کو انتخابی نتائج پر اثر انداز ہونے سے روکا جائے۔ ای سی آئی کی ہدایات کے مطابق ووٹرز کو تازہ تصاویر اور رہائش کا ثبوت جمع کرانے کی ضرورت تھی، جب کہ جن لوگوں کے نام 2003 کی فہرست میں شامل نہیں تھے ان سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنی شہریت اور اہلیت کے تعین کے لیے اضافی دستاویزات فراہم کریں۔ ECI نے اس کا دفاع ایک آئینی ضرورت کے طور پر کیا ہے، تیزی سے شہری کاری، ہجرت، اور پرانے یا ڈپلیکیٹ اندراجات کو ہٹاتے ہوئے نئے ووٹرز کو شامل کرنے کی ضرورت کا حوالہ دیتے ہوئے اس کا دفاع کیا ہے۔

ہائی سٹیکس

تاہم، اپوزیشن انڈیا بلاک، جس میں کانگریس، راشٹریہ جنتا دل (آر جے ڈی)، بائیں بازو کی جماعتوں اور دیگر علاقائی اتحادیوں نے فوری طور پر خطرے کی گھنٹی بجا دی۔ انہوں نے استدلال کیا کہ SIR ایک غیر جانبدار انتظامی اقدام نہیں تھا بلکہ رائے دہندگان کے بڑے حصوں خصوصاً غریبوں، دلتوں، اقلیتوں، اور تارکین وطن کارکنوں کو - جن کے پاس مطلوبہ دستاویزات ہونے کا امکان کم ہے اور حزب اختلاف کی جماعتوں کی حمایت کرنے کا امکان زیادہ ہے۔ ایس آئی آر کا وقت، بہار کے اہم اسمبلی انتخابات سے چند ماہ قبل، خاص طور پر مشکوک دیکھا گیا۔ بہت سے لوگوں کے لیے، یہ مشق انتخابی حفظان صحت کے بارے میں کم اور سیاسی انجینئرنگ کے بارے میں زیادہ دکھائی دیتی ہے، جو کہ حکمران نیشنل ڈیموکریٹک الائنس (NDA) کے حق میں کھیل کے میدان کو جھکانے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ اپوزیشن کے خدشات SIR کے وقت اور دائرہ کار تک محدود نہیں تھے۔ انہوں نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ بامعنی مشاورت کے فقدان، ECI ہدایات میں بار بار تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی الجھن، اور بہار کے مانسون کے موسم کے دوران اس طرح کے بڑے پیمانے پر مشق کرنے کے لاجسٹک چیلنجوں کی طرف بھی اشارہ کیا۔ راہول گاندھی اور تیجسوی یادو جیسے لیڈروں نے ای سی آئی پر الزام لگایا کہ وہ مرکزی حکومت کے دباؤ میں کام کر رہی ہے، ایک ایسا عمل ترتیب دے رہا ہے جس سے جائز ووٹروں کو فہرستوں سے ہٹایا جا سکے، خاص طور پر سیمانچل جیسے خطوں میں، جہاں مسلم ووٹروں کی زیادہ تعداد ہے اور اپوزیشن کی حمایت کی ایک اہم بنیاد ہے۔ اپوزیشن کی بیان بازی اشتعال انگیز تھی، جس میں SIR کو 2016 کی نوٹ بندی کی مشق سے تشبیہ دی گئی تھی اور اسے ووٹ بندی کا نام دیا گیا تھا۔

مخالف احتجاج

یہ احتجاج 9 جولائی کو اس وقت عروج پر پہنچ گیا جب اپوزیشن نے بڑے پیمانے پر بہار بند کا اعلان کیا۔ شاہراہیں بند کر دی گئیں، کاروبار بند ہو گئے، اور ہزاروں لوگ ریاست بھر میں سڑکوں پر نکل آئے، اور SIR کو فوری طور پر روکنے کا مطالبہ کیا۔ اپوزیشن کا پیغام واضح تھا: ایس آئی آر محض ایک انتظامی مشق نہیں تھا بلکہ لاکھوں بہاریوں کے جمہوری حقوق پر براہ راست حملہ تھا، جس نے اس معاملے کو آئین اور ہندوستانی جمہوریت کے مستقبل کے امتحان میں بدل دیا۔ یہ تنازع جلد ہی سپریم کورٹ تک پہنچا، جہاں درخواست گزاروں نے ایس آئی آر کی قانونی حیثیت اور آئینی حیثیت کو چیلنج کیا۔ 10 جولائی کی سماعت نے ایک اہم موڑ دیا۔ بنچ نے، درست انتخابی فہرستوں کو برقرار رکھنے کے لیے ای سی آئی کے آئینی مینڈیٹ کو تسلیم کرتے ہوئے، ریاستی انتخابات کے اتنے قریب اور مانسون کے دوران اس طرح کے بڑے پیمانے پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت پر سوال اٹھایا۔ ججوں نے واضح طور پر پوچھا کہ سیاسی طور پر کم حساس اور منطقی طور پر چیلنجنگ وقت کیوں SIR کو شیڈول نہیں کیا جا سکتا تھا، خاص طور پر چونکہ ابھی تک انتخابات کی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ عدالت نے مشاہدہ کیا کہ ایس آئی آر کی ٹائم لائن "تقدس نہیں رکھتی"، واضح طور پر ECI کی طرف سے لگائی گئی عجلت پر سوالیہ نشان لگاتی ہے۔ سپریم کورٹ کے ریمارکس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ SIR کو برخاست کرنے سے انکار کرتے ہوئے اور فہرستوں کو صاف کرنے کے لیے ECI کی منطق کو تسلیم کرتے ہوئے، عدالت نے پول باڈی کے آئینی اختیار کے لیے اپنے احترام کا اشارہ دیا۔ اس کے باوجود، وقت اور عمل کی اس کی جانچ سے انتظامی اقدامات کے گہرے سیاسی اور سماجی نتائج کے امکانات کے بارے میں وسیع تر آگاہی کی عکاسی ہوتی ہے، خاص طور پر جب وہ ووٹ کے بنیادی حق سے متصادم ہوں۔ عدالت کی مداخلت نے ایگزیکٹو اور بیوروکریٹک اوور ریچ پر ایک اہم جانچ کے طور پر کام کیا، تمام فریقین کو یاد دلاتے ہوئے کہ انتخابی عمل کی قانونی حیثیت نہ صرف اس کی قانونی حیثیت پر منحصر ہے بلکہ اس کی انصاف پسندی اور شمولیت پر بھی۔

جوڈیشل سکروٹنی

اس عدالتی جانچ نے حزب اختلاف کی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے گروپوں کی طرف سے اٹھائے گئے دلائل کو جواز فراہم کیا، جنہوں نے دعویٰ کیا کہ SIR کی دستاویزات کے تقاضے اور کمپریسڈ شیڈول لاکھوں لوگوں کو حق رائے دہی سے محروم کر سکتے ہیں، خاص طور پر پسماندہ کمیونٹیز میں۔ عدالت کی ان خدشات پر غور کرنے کی رضامندی انہیں صریح طور پر مسترد کرنے کے بجائے نے ECI اور عوام کو ایک واضح اشارہ بھیجا کہ یہ عمل نہ صرف قانونی ہونا چاہیے بلکہ معقول، شفاف اور جامع بھی ہونا چاہیے۔ عدالت کی مداخلت نے ECI پر SIR کی ضرورت اور طریقہ دونوں کو درست ثابت کرنے کے لیے زیادہ دباؤ میں ڈالا، خاص طور پر یہ دیکھتے ہوئے کہ سال کے اوائل میں ایک خصوصی خلاصہ نظر ثانی پہلے ہی کی جا چکی تھی۔ تنازعہ کی جڑیں پیچیدہ اور کثیر جہتی ہیں۔ ایک سطح پر، SIR ECI کو حقیقی انتظامی چیلنجوں کے جواب کے طور پر پیش کرتا ہے: شہری کاری، ہجرت، نئے نوجوان ووٹروں کی شمولیت، اموات کی اطلاع نہ دینا، اور پڑوسی ممالک سے غیر قانونی تارکین وطن کے بارے میں خدشات۔ ای سی آئی نے نظر ثانی کے وقت اور دائرہ کار کو درست ثابت کرنے کے لیے عوامی نمائندگی ایکٹ کے سیکشن 21 کو استعمال کیا، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ یہ قانونی اور ضروری ہے۔ تاہم، دوسری سطح پر، اپوزیشن اور سول سوسائٹی ایس آئی آر کو اخراج کے ایک آلے کے طور پر دیکھتے ہیں، جو انتخابی میدان کو این ڈی اے کے حق میں جھکانے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ 2003 کے فہرستوں میں شامل نہ ہونے والوں کے لیے اضافی دستاویزات کی ضرورت کو خاص طور پر مشکل کے طور پر دیکھا جاتا ہے، غیر متناسب طور پر ان لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے جن پر جامع کاغذی کارروائی کا امکان کم سے کم ہوتا ہے۔ یعنی غریب، اقلیتیں اور تارکین وطن۔ ECI کے دعووں کے باوجود کہ SIR آسانی سے آگے بڑھ رہا ہے، ایک ہی دن میں 18.1 کروڑ سے زیادہ فارم جمع کیے گئے اور تقریباً 000,78 بوتھ لیول افسران تعینات کیے گئے، ان لوگوں میں بے چینی برقرار ہے جو خارج ہونے کا خدشہ رکھتے ہیں۔ ECI نے اصرار کیا ہے کہ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے" اور یہ کہ ابتدائی ڈیڈ لائن سے محروم ووٹروں کو دعووں اور اعتراضات کی مدت کے دوران ایک اور موقع ملے گا۔ تاہم، ان یقین دہانیوں سے اپوزیشن کو تسلی نہیں ہوئی، جو اس عمل کو جانبداری اور شفافیت کے فقدان کا الزام لگا رہی ہے۔

سیاسی زوال

سیاسی نتیجہ فوری اور شدید رہا ہے۔ اپوزیشن کا 9 جولائی کا بند اور احتجاج محض علامتی نہیں تھا۔ انہوں نے گہرے اندیشوں کی عکاسی کی کہ ایس آئی آر آسام میں شہریوں کے قومی رجسٹر (این آر سی) کی طرح خارجی اقدامات کا پیش خیمہ ہے، جس سے لاکھوں افراد بے وطن ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔ اپوزیشن کے اندیشوں کی بازگشت بہار سے باہر کے لیڈروں جیسے مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی اور اے آئی ایم آئی ایم کے سربراہ اسد الدین اویسی نے سنائی ہے، جنہوں نے الزام لگایا ہے کہ ایس آئی آر چوری چھپے این آرسی کو نافذ کرنے کے لیے ایک "خفیہ اقدام" ہے۔ ترنمول کانگریس نے مطالبہ کیا ہے کہ 2024 ووٹر لسٹ کو کسی بھی نظر ثانی کے لیے بنیادی سال کے طور پر استعمال کیا جائے، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ 2003 کو حوالہ نقطہ کے طور پر استعمال کرنا ان لوگوں کو غیر منصفانہ طور پر سزا دینا ہے جو اس کے بعد سے اہل یا ہجرت کر چکے ہیں۔ بہار کے اسمبلی انتخابات، قومی سیاست، اور رائے دہندگان کے لیے ایس آئی آر صف کے اثرات گہرے ہیں۔ بہار، اپنے آٹھ کروڑ رائے دہندگان کے ساتھ، ایک اہم میدان جنگ کی ریاست ہے، اور یہ خیال کہ انتخابی فہرستوں میں ہیرا پھیری کی گئی ہے، انتخابات کی قانونی حیثیت پر ایک طویل سایہ ڈال سکتا ہے۔ اپوزیشن کا بیانیہ - کہ ایس آئی آر دلتوں، اقلیتوں اور غریبوں کو حق رائے دہی سے محروم کرنے کی "سازش" ہے - اس کی بنیاد کو مضبوط کر سکتا ہے اور این ڈی اے کے خلاف ایک ریلی بن سکتا ہے۔ اس کے برعکس، NDA انتخابی سالمیت کے تحفظ اور غیر قانونی ووٹنگ کو روکنے کے لیے SIR کو ایک ضروری قدم کے طور پر مرتب کرنے کی کوشش کر سکتا ہے، امن و امان اور قومی شناخت کے بارے میں فکر مند ووٹروں سے اپیل کرتا ہے۔ عام رائے دہندگان کے لیے، SIR تنازعہ الجھن اور پریشانی کا باعث بن گیا ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ کن دستاویزات کی ضرورت ہے، آیا وہ وقت پر عمل کرنے کے قابل ہو جائیں گے، اور اگر وہ ناکام ہو جاتے ہیں تو اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ فہرستوں سے خارج ہونے کا خوف - اور اس طرح جمہوری عمل سے - حقیقی اور وسیع ہے، خاص طور پر ان لوگوں میں جو تاریخی طور پر پسماندہ ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے عدم تعاون کی کال اور ای سی آئی کے تعمیل پر اصرار نے غیر یقینی کی فضا پیدا کر دی ہے جس کے جلد حل ہونے کا امکان نہیں ہے۔ سپریم کورٹ کے ریمارکس پر ردعمل کو سیاسی خطوط پر تیزی سے تقسیم کیا گیا ہے۔ اپوزیشن نے SIR کے وقت اور ضرورت کے بارے میں عدالت کے نکتہ اعتراض کا خیر مقدم کیا ہے، اسے انصاف اور شفافیت کے بارے میں ان کے خدشات کے لیے عدالتی توثیق سے تعبیر کیا ہے۔ ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان تبصروں کا استعمال ECI اور حکمراں NDA دونوں پر اپنی تنقید کو تیز کرنے کے لیے کریں گے، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ عدلیہ اس عمل کے بارے میں ان کے خدشات کا اظہار کرتی ہے۔ دوسری طرف این ڈی اے اور بی جے پی کا اس بات پر زور دینے کا امکان ہے کہ سپریم کورٹ نے ایس آئی آر کو نہیں روکا اور اس مشق کے پیچھے کی منطق کو تسلیم کیا۔ وہ عدالت کے تبصروں کو صاف اور اپ ڈیٹ شدہ انتخابی فہرستوں کی ضرورت کے اعتراف کے طور پر بیان کر سکتے ہیں، جبکہ وقت کے بارے میں خدشات کو بنیادی کی بجائے انتظامی کے طور پر کم کرتے ہیں۔ غیر جانبدار یا چھوٹی جماعتیں سپریم کورٹ کے متوازن نقطہ نظر پر توجہ مرکوز کر سکتی ہیں درست فہرستوں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اور طریقہ کار کے منصفانہ اور شمولیت کی ضرورت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔

خارج ہونے کا خطرہ

سول سوسائٹی کے گروپس اور مبصرین نے بھی اس بات پر غور کیا ہے کہ خارج ہونے کے خطرے اور اس عمل میں زیادہ شفافیت اور مشاورت کی ضرورت پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے نوٹ کیا ہے کہ ووٹ کا حق حکام کی صوابدید پر دیا جانے والا استحقاق نہیں ہے، بلکہ شہریت کا بنیادی حق ہے۔ دوسروں نے متنبہ کیا ہے کہ بیوروکریٹک جوش مقامی حقائق کے تئیں حساسیت، بنیادی حقوق کے احترام، اور اخراج کے بجائے شمولیت کے عزم سے کم ہونا چاہیے۔ سپریم کورٹ کی مداخلت نے سیاسی بحث کو تیز کیا ہے، اپوزیشن کے اخراج اور طریقہ کار کی غیر منصفانہ بیانیہ کو حوصلہ دیا ہے، اور ECI کو بے مثال جانچ پڑتال کے تحت رکھا ہے۔ عدالت کے ریمارکس نے SIR صف کو آئینی اصول کے امتحان میں تبدیل کر دیا ہے، جس میں قومی توجہ ووٹ کے حق اور انتخابی فہرستوں کی کسی بھی نظر ثانی کے لیے ضروری معیارات پر مرکوز ہے۔ حتمی امتحان یہ ہوگا کہ آیا اس عمل کو بہار کے عوام منصفانہ اور جامع کے طور پر دیکھتے ہیں، کیوں کہ ریاست سے آگے ہندوستانی جمہوریت کے دل تک داؤ پر لگا ہوا ہے۔ بہار میں ایس آئی آر تنازعہ محض انتظامی تنازعہ یا مقامی سیاسی جھگڑا نہیں ہے۔ یہ ہندوستانی جمہوریت کو درپیش بڑے چیلنجوں کا ایک مائیکروکاسم ہے: درست انتخابی فہرستوں کی ضرورت اور عالمگیر حق رائے دہی کی ضرورت کے درمیان تناؤ۔ سیاسی تنازعات کے حل میں آئینی اداروں کا کردار؛ اور ہر شہری کے حق رائے دہی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے پائیدار جدوجہد۔ سپریم کورٹ کی مداخلت امید کا ایک پیمانہ پیش کرتی ہے کہ ان مسائل کو سنجیدگی اور باریک بینی کے ساتھ حل کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ لیکن حتمی حل اس بات پر منحصر ہوگا کہ آیا بہار کے عوام اس عمل کو منصفانہ، جامع اور شفاف کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ریاست کے لیے، ملک کے لیے، اور خود جمہوریت کے مستقبل کے لیے داؤ شاید ہی زیادہ ہو۔

ہندوستانی فلموں کا سفر محبت سے نفرت تک

اختر جمال عثمانی، بارہ بنکی

ہندوستانی فلم انڈسٹری جسے عام طور پر "بالی وڈ" کہا جاتا ہے دنیا کی سب سے بڑی فلمی صنعتوں میں سے ایک ہے۔ فلمیں تفریح کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے جذبات، تہذیب اور سماج کا آئینہ بھی رہیں۔ فلموں میں صرف کہانیاں نہیں ہوتی وہ لوگوں کے دلوں کی دھڑکن اور جذبات و احساسات کی ترجمان بھی ہوتی ہیں۔ ایک صدی سے زیادہ طویل فلمی سفر میں اگر کوئی نمایاں اور مستقل جذبہ رہا ہے تو وہ محبت کا جذبہ رہا ہے۔ وہ لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا یا شیریں فرہاد کے قصے ہوں یا مغل اعظم اور انارکلی جیسی داستانیں۔ محبت ہی ہندوستانی فلموں کی روح رہی ہے۔ لیکن گزشتہ ایک دہائی میں ہندوستانی سینما کے منظرنامے میں ایک ایسی تبدیلی آئی ہے جو تشویشناک تو ہے ہی خوفناک بھی ہے۔ اب محبت کے بجائے نفرت، ہم آہنگی کے بجائے تقسیم اور تعصب کی عکاسی زیادہ ہونے لگی ہے۔ مذہبی داستانوں پر فلمیں بنتی رہی ہیں ہندی کی 1913 میں بننے والی پہلی فلم ہی راجہ ہریش چندر تھی ان فلموں نے عوام کو مذہبی تعلیمات، روایات اور اخلاقی قدروں سے روشناس کرایا۔ ان کے علاوہ بھگت پرہلاد، سنت تکارام، میرا بائی، بے سنتوشی ماں اور رام راجیہ جیسی مذہبی داستانوں پر مبنی فلمیں آئیں۔ رام راجیہ رام چندر جی کی زندگی کے پس منظر میں بنی فلم تھی جسے مہاتما گاندھی نے بھی دیکھی تھی۔ فلموں میں محبت کے اعلیٰ جذبے کو بیان کیا جاتا رہا ہے۔ سماج کو جوڑنے کا کام کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں مذہب ذات پات، نسل اور علاقائیت کی تفریق کو مٹا کر انسانیت کا درس دیا جاتا رہا ہے۔

ایک زمانے تک محبت کا درس دیتے رہنے کے بعد اب صورت حال تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ محبت اور بھائی چارے کی جگہ نفرت اور تعصب نے لے لی ہے۔ قرون وسطیٰ کی تاریخ کو مسخ کر کے نفرت انگیز بیانیہ اختیار کرنا فیشن بن گیا ہے۔ ایک مخصوص ایجنڈے کے تحت تاریخی حقائق کو تبدیل کر کے یکطرفہ انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان فلموں کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف منظم نفرت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ ان فلموں کا اصل مقصد لوگوں میں خوف، اور ایک مخصوص طبقے کے خلاف بیزاری پیدا کرنا ہے۔ ان فلموں کو اظہار رائے کی آزادی یا سچ دکھانے کے نام پر لایا جا رہا ہے۔ اس طرح کی نفرت انگیز فلمیں بنا بغیر حکومت کی سرپرستی کے ممکن نہیں ہے۔ ان کی تشہیر میں حکمراں پارٹی کے لیڈر پیش پیش رہتے ہیں۔ اکثر ایسی فلمیں ٹیکس فری قرار دے دی جاتی ہیں انہیں سیاسی جلسوں اور تعلیمی اداروں میں دکھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ان سارے عوامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلمی صنعت اب آزاد تخلیقی ادارہ نہیں بلکہ سیاست کا آلہ کار بنتا جا رہا ہے۔ جمہوریت میں حکومت کا کام عوام کو جوڑنا، نفرت کم کرنا اور سب کی فلاح پر توجہ دینا ہوتا ہے۔ لیکن اگر حکومت ہی کسی طبقے کے خلاف بننے والی فلموں کو نہ صرف جائز بلکہ قابل فخر قرار دے تو سوالات اٹھنا فطری ہے۔ اور اس طرح کے سوال ہر ذی فہم شخص کے دل میں اٹھتے ہیں کہ یہ اظہار رائے کی آزادی ہے یا ایک مخصوص نظریے کی تشہیر، یہ حب الوطنی ہے یا قوم کو تقسیم کرنے کی کوشش ہے۔ فلمیں صرف وقت گزاری یا تفریح کا ذریعہ نہیں۔ یہ عوام کی ذہن سازی کرتی ہیں، قدریں سکھاتی ہیں اور ایک بہتر سماج کی تشکیل میں مددگار ہو سکتی ہیں اگر تخلیق کاروں کو ذمہ داری کا احساس ہو اور وہ تجارتی اور سیاسی مفاد کو مقدم رکھنے کے بجائے محبت بھائی چارے اور رواداری کو ترجیح دیں۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو لوگوں کو آپس میں جوڑتا ہے۔ ہندوستانی فلموں نے برسوں اس جذبے کو پروان چڑھایا ہے۔ لیکن آج فلمیں نفرت اور تعصب کا میدان بنتی جا رہی ہیں اس سے نہ صرف فلموں کا معیار پست ہوا ہے بلکہ انسانیت کا نقصان بھی ہو رہا ہے،

پچھلی ایک دہائی کے دوران ہندوستانی فلم انڈسٹری میں ایسی کئی فلمیں سامنے آئی ہیں جو یا تو تاریخ کو مسخ کر کے یا حالیہ واقعات کو اشتعال انگیز انداز میں پیش کر کے ہندو مسلم نفرت کو ہوا دیتی رہی ہیں۔ 2022 میں ایک فلم کشمیری پنڈتوں کی وادی سے ہجرت کو لیکر "دی کشمیر فائلس" کے نام سے آئی اس میں مسلمانوں کو اجتماعی طور پر قاتل، غدار اور دہشتگرد دکھایا گیا تھا۔ فلم میں تاریخ کو بری طرح سے مسخ کیا گیا اور یکطرفہ بیانیہ بنایا گیا تھا۔ 2023 میں "کیرالا اسٹوری" کے نام سے آئی فلم میں خواتین کا اسلام قبول کر کے آئی ایس آئی ایس میں شامل ہونے سے لیکر مسلم نوجوانوں کو لو جہادی بتانے کی دانستہ کوشش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ پدماوت اور پانی پت جیسی کئی فلمیں بنا کر قرون وسطیٰ کے مسلم حکمرانوں کی کردار کشی کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور اس بہانے ملک کے مسلمانوں کو مطعون کیا جاتا رہا ہے۔

نفرتی فلموں کے سلسلے میں تازہ مثال آنے والی تیسری بڑی فلم "ادے پور فائل" ہے۔ یہ فلم بظاہر قتل کے ایک سنگین واقعہ کو لے کر بنائی گئی ہے۔ لیکن در اصل اس کا مقصد تخلیقی یا تفریحی نہ ہو کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا، سماج میں تقسیم اور نفرت کو فروغ دینا ہے۔ مسلمانوں کو ظالم اور دہشت گرد کے منفی کردار میں دکھا کر اسلاموفوبیا کو بڑھاوا دیا گیا ہے۔ اس میں نہ صرف رسول کی توہین کا پہلو نکلتا ہے بلکہ بھاتیہ جنتا پارٹی کی سابق ترجمان نوپور شرما کے توہین آمیز جملے مکالمے کے طور پر شامل کیے گئے ہیں جن کی وجہ سے 2022 میں نہ صرف ملک میں بلکہ عالمی پیمانے پر شدید ردعمل سامنے آیا تھا اور ملک کو شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ اس طرح سے یہ فلم مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے اور ملک کے امن و امان کو خطرے میں ڈالنے کی دانستہ کوشش معلوم ہوتی ہے۔ ایک مخصوص نظریہ کے لوگ فنکارانہ آزادی کے بہانے فلموں کے پردے میں نفرت پھیلانے کا مقصد پورا کر رہے ہیں۔ فلم کی ریلیز روکنے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے عدالت عالیہ میں درخواست دی گئی۔ سنسر بورڈ کے وکیل کی طرف سے دلیل دی گئی کہ چونکہ فلم کے متنازعہ حصے خارج دئے گئے ہیں اس لئے ریلیز میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس پر مسلمانو کے وکیل کی طرف سے عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ عدالت عالیہ نے فلم کی اسکریننگ فریقین کے وکلاء کے سامنے کرنے کا حکم دیتے ہوئے ریلیز پر عبوری روک لگا دی۔ فلمسازوں کی طرف سے اس حکم کے خلاف سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ سپریم کورٹ نے فلم ریلیز کرنے کی اجازت دے دی جس کے نتیجے میں یہ فلم آج کل میں ریلیز ہونے جا رہی ہے۔ اس فیصلے پر مسلمانوں میں غم و غصہ اور گہری مایوسی ہے۔ اس طرح کی فلمیں محض فلمیں نہیں بلکہ اس نظریاتی مہم کا حصہ ہیں جس کا مقصد ہندوستانی سماج کو مذہب کی بنیاد پر تقسیم کرنا اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا ہے۔ فلم کی دنیا کبھی اخلاقی، سماجی اور روحانی اقدار کی نمائندگی کرتی تھی، فلم کا پردہ محبت کے جذبات اور احساسات کا آئینہ ہوا کرتا تھا فلمیں ایک صدی تک محبت، بھائی چارے اور ہم آہنگی کی داستانیں سناتی رہیں مشترکہ تہذیب کی نمائندگی کرتی رہیں مگر آج یہ سیاسی ایجنڈے کا ہتھیار بنتی جا رہی ہیں۔ ہندوستانی فلم انڈسٹری میں گزشتہ برسوں میں جو تبدیلی آئی ہے وہ واضح کرتی ہے کہ ہندوستانی فلموں کا محبت سے نفرت کی طرف سفر جاری ہے۔ ضرورت ہے کہ ملک کے انصاف پسند لوگ خواہ کسی مذہب کے ہوں اس نفرت انگیزی کے خلاف متحد ہوں تاکہ ملک میں امن اور باہمی احترام قائم رہ سکے۔

❁❁❁❁❁

سچائی کا نقیب حقائق کا ترجمان
روزنامہ ندائے وقت پٹنہ
Daily NADA-E-WAQT Patna
دیگر نداء-ا-وقت پٹنہ

مسک کی امریکہ پارٹی

ایلون مسک کے امریکن پارٹی کے اعلان نے امریکی سیاسی منظرنامے میں جھٹکوں کی لہریں بھیجی ہیں، جس نے ریپبلکن اور ڈیموکریٹک پارٹیوں کے مضبوط تسلط کو چیلنج کیا ہے۔ ارب پتی کاروباری، جو ٹیکنالوجی اور خلاء میں اپنے خلل ڈالنے والے منصوبوں کے لیے جانا جاتا ہے، نے اب امریکی جمہوریت کے قلب پر اپنی نگاہیں جمائی ہیں۔ ان کا یہ اعلان ان کے سوشل میڈیا پلیٹ فارم X کے ذریعے سامنے آیا، جہاں انہوں نے دونوں بڑی جماعتوں پر حکومتی اخراجات، بدعنوانی اور حقیقی جمہوری انتخاب کے خاتمے کا الزام لگایا۔ مسک کا دعویٰ ہے کہ امریکہ پارٹی کو آپ کی آزادی واپس دلانے" کے لیے تشکیل دیا جا رہا ہے، اور اسے اس کے براہ راست ردعمل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جسے وہ جمہوریت کے طور پر ایک پارٹی نظام کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ مسک کی حرکت کا وقت کوئی حادثہ نہیں ہے۔ اپنے اعلان سے پہلے کے دنوں میں، صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ٹیکسوں میں کمی اور اخراجات کے ایک بڑے بل پر دستخط کیے، جس پر مسک نے قومی خسارے میں ٹریلین کا اضافہ کرنے پر سخت تنقید کی۔ یہ قانون سازی ایک ڈرامائی اور عوامی سطح پر مسک اور ٹرمپ کے درمیان جو ایک زمانے میں قریبی اتحادی تھے، کے لیے اتپریرک بن گئی۔ مسک، جو 2024 میں ٹرمپ کی مہم کا سب سے بڑا عطیہ دہندہ رہا تھا اور یہاں تک کہ ٹرمپ کی انتظامیہ کے دوران حکومتی کارکردگی کے محکمے کی قیادت بھی کی تھی، اس نے مالیاتی غیر ذمہ داری کے طور پر دیکھا تھا۔ مسک کے نئے سیاسی منصوبے پر ٹرمپ کا ردعمل تیز اور سخت رہا ہے۔ اس نے اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارم، ٹروتھ سوشل، پر مسک کے اس اقدام کو "مضحکہ خیز" قرار دیتے ہوئے طنز کیا اور اس پر "ریلوں سے اترنے" کا الزام لگایا۔ ٹرمپ نے متنبہ کیا کہ تیسرے فریق صرف "خلل اور افراتفری" پیدا کرنے کا کام کرتے ہیں اور انہوں نے اس نقصان پر افسوس کا اظہار کیا جو کبھی ایک طاقتور اتحاد تھا۔ سابق صدر کی مایوسی قابل فہم ہے۔ مسک کی مالی حمایت اور عوامی حمایت اہم اثاثے تھے، اور ان کے ٹوٹنے سے 2026 کے وسط مدتی انتخابات میں ریپبلکن پارٹی کے امکانات پر سنگین اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ مسک کے امریکہ پارٹی بنانے کے فیصلے کی وجوہات نظریہ اور ذاتی یقین دونوں میں جڑی ہوئی ہیں۔ انہوں نے طویل عرصے سے اس بات پر مایوسی کا اظہار کیا ہے جسے وہ حکومت کی بربادی اور مفادات کے مسائل پر دو بڑی جماعتوں کے اتحاد کے طور پر دیکھتے ہیں۔ مسک کے بیانات نے موجودہ سیاسی نظام کو بنیادی طور پر ٹوٹا ہوا قرار دیا ہے، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ امریکیوں کے پاس کوئی حقیقی انتخاب نہیں بچا ہے کیونکہ دونوں فریق اخراجات اور بدعنوانی کے ایک ہی چکر کو برقرار رکھتے ہیں۔ انہوں نے X پر کیے گئے ایک سروے کے نتائج کا بھی حوالہ دیا ہے، جس میں ان کے پیروکاروں کی ایک فیصلہ کن اکثریت نے تبدیلی کے لیے عوامی خواہش کے ثبوت کے طور پر، ایک نئی پارٹی کے قیام کی حمایت کی۔ مسک کی نئی پارٹی کے مضمرات ممکنہ طور پر دوررس ہیں۔ ریپبلکن پارٹی کے لیے ایک اعلیٰ سطحی حامی اور عطیہ دہندہ کا نقصان اس سے براہ وقت نہیں آسکتا۔ 2026 کی وسط مدتی مدت کے ساتھ اور قانون سازی کے حاشیے کے ساتھ، ایک اچھی طرح سے مالی اعانت سے چلنے والے تیسرے فریق کے ابھرنے سے ایوان اور سینیٹ کی اہم دوڑ میں اہم ووٹوں کو ختم کرنے کا خطرہ ہے۔ مسک نے اشارہ کیا ہے کہ ان کی حکمت عملی مٹھی بھر اہم اضلاع پر توجہ مرکوز کرنا ہو سکتی ہے، جہاں امریکی پارٹی متنازعہ قانون سازی پر طاقت کا توازن برقرار رکھ کر کنگ میکر کے طور پر کام کر سکتی ہے۔ امریکی جمہوریت کے لیے زیادہ وسیع پیمانے پر، امریکی پارٹی کا عروج امیدوں اور خدشات دونوں کو بڑھاتا ہے۔ ایک طرف، مسک کی مداخلت ایک ایسے سیاسی نظام کو متحرک کر سکتی ہے جسے بہت سے لوگ باسی اور غیر ذمہ دار سمجھتے ہیں، جو ووٹروں کے لیے ایک نیا پلیٹ فارم پیش کرتے ہیں جو موجودہ پارٹیوں سے خود کو الگ تھلگ محسوس کرتے ہیں۔ دوسری طرف، یہ خطرہ ہے کہ کوئی تیسرا فریق پولرائزیشن اور گرڈلاک کو گہرا کر سکتا ہے، جس سے اہم مسائل پر اتفاق رائے حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں فریق ثالث کی کوششوں کی تاریخ ناکامیوں سے بھری پڑی ہے، اور کامیابی کی راہ میں رکاوٹیں جیسے کہ بیلٹ تک رسائی کے قوانین اور جیتنے والا تمام انتخابی نظام زبردست ہیں۔ امریکہ پارٹی کی موجودہ حالت ابھی تک جنین ہے۔ مسک نے کسی رہنما یا تفصیلی پالیسی پلیٹ فارم کا اعلان نہیں کیا ہے، اور ابھی تک اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ پارٹی نے وفاقی الیکشن کمیشن میں رجسٹریشن کے لیے ضروری قانونی ا